يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو ہرگز تمہیں دھوکہ نہ دے دُنیا کی زندگی (فاطر:۵)

غرور و تکبر

حجۃ الاسلام ابوحامد محمد بن محمد الغزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ادارہ مسعودیہ

۶/۲، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی، سندھ اسلامی جمہوریہ پاکستان

Marfat.com

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو ہرگز تمہیں دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی (فاطر: ۵)

غرور و تکبر

حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مترجم

عبدالرحیم

اِدارہ مسعودیہ

۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی، سندھ

اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جان لے کہ مخلوق دو قسم ہے حیوان اور غیر حیوان حیوان دو قسم ہیں مکلف اور غیر مکلف۔ مکلف وہ ہیں جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کرنیکا حکم دیا ہے اور اسکے بجالانے پر ثواب کا وعدہ دیا ہے اور گناہوں سے روکا ہے اور عذاب سے ڈرایا ہے اور غیر مکلف وہ جسکو ان باتوں کا مخاطب نہیں کیا پھر مکلف دو قسم ہیں مومن اور کافر پھر مومن دو قسم ہیں۔ فرماں بردار اور نافرمان پھر فرمانبردار اور نافرمان دونوں کے دو دو قسم ہیں عالم اور جاہل مگر تو دیکھے گا کہ مومن اور کافر سب قسم کے مکلف غرور میں پھنسے ہوئے ہیں مگر جسکو رب العالمین نے بچالیا اگر اللہ نے چاہا تو میں ان کے دھوکے کو ظاہر کرکے دلیل بیان کردوں گا بہت مختصر عبارت اور عجیب اشارات سے وضح طور پر سمجھا دونگا جان لے کہ کافروں کے سوا مغروروں کی چار قسمیں ہیں بعض علماء بعض عابد بعض مالدار۔ اور بعض صوفی سب سے پہلے ہم کافروں کا غرور بیان کرتے ہیں انہوں نے دو طرح پر دھوکا کھایا ہے بعض کو تو دنیا کی زندگی نے دھوکا دیا ہے اور بعض کو اللہ تعالیٰ کی ہستی میں دھوکا اور شک ہے۔ لیکن وہ لوگ جن کو دنیاوی زندگی کی وجہ سے دھوکا لگا ہے۔ کہتے ہیں نقد ادھار سے بہتر ہے اور دنیاوی لذات یقینی ہیں اور آخرت کے انعام شکی اور محض وہمی چیز حاصل کرنے کو یقینی چیز سے دست بردار نہیں ہونا چاہیے اور یہ بالکل باطل اور ابلیسانہ خیال ہے۔ چنانچہ ابلیس نے بھی (جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا) تو کہا میں اس سے بہتر ہوں اس نے وہم کیا کہ بھلائی صرف اسباب کے لحاظ سے ہی ہوا کرتی ہے اس دھوکے کا ازالہ دو طرح سے ہو سکتا ہے یا بذریعہ تصدیق یعنے ایمان یا بذریعہ دلیل۔ تصدیق یہ ہے کہ اللہ کی کلام کو سچا سمجھیں

Marfat.com

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى جو کچھ اللہ کے پاس ہے بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے وما الحیاۃ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ نہیں دنیا کی زندگی مگر دھوکے کا سامان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آوردہ تعلیم کی تصدیق کریں دلیل یہ ہے کہ اپنے قیاس کی غلطی معلوم کریں انکا یہ کہنا کہ دنیا نقد ہے اور آخرت ادھار یہ تو صحیح ہے لیکن یہ بات کہ نقد ادھار سے بہتر ہوا کرتا ہے دھوکا ہے کیونکہ یہ اس صورت میں ہے کہ نقد اور ادھار مقدار اور مقصود میں برابر ہوں تب تو بیشک نقد بہتر ہے اور اگر نقد ادھار کی نسبت کم ملے تو ادھار یقیناً بہتر ہے اور یہ (بدلائل) معلوم ہو چکا ہے کہ آخرت ہمیشہ رہیگی اور دنیا ابدی نہیں لیکن انکا یہ کہنا کہ دنیا کی لذتیں یقینی ہیں اور آخرت کی وہمی یہ بھی باطل ہے بلکہ یہ مومنوں کے نزدیک تو یقینی ہے انکے یقین کے دو اسباب ہیں ایک تو ایمان اور تصدیق ہے انبیاء اور علماء کی تقلید کی بناء پر جیسا دوا کے بارہ میں لائق طبیب کی پیروی و تقلید کی جاتی ہے دوسرا سبب انبیاء پر نازل شدہ وحی اور اولیاء کا الہام یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم امور آخرت اور امور دنیا کے بارہ میں محض جبرئیل علیہ السلام کی تقلید پر ہی موقوف تھا کیونکہ جس معرفت کی بنیاد صرف تقلید پر ہی ہو صحیح نہیں ہوتی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس بات سے پاک رکھا ہے بلکہ نور بصیرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ پر اشیاء کے راز کھولدیے اور آپنے اس طرح معلوم کر لیا جیسا کہ ظاہری آنکھ کے ساتھ حسی چیزوں کو دیکھتے تھے

فصل اور صرف زبان اور عقیدہ کے مومن جب اللہ کے احکام یعنے نیک کام چھوڑ دیں اور نفسانی خواہشات میں پھنس جائیں تو اس دھوکا میں وہ کافروں کے شریک ہیں (خلاصہ) یہ کہ دنیاوی زندگی کافروں اور مومنوں سب ہی کو لیے دھوکے کا موجب ہے لیکن کافر دھوکا اللہ کے بارہ میں جیسا کہ بعض کہتے ہیں کہ اگر اللہ ہمیں (قیامت کو) دوبارہ زندہ کریگا تو ہم دوسروں کی نسبت زیادہ حقدار ہونگے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورہ کہف میں ذکر فرمایا ہے کہ انکا فر بھائی نے مومن بھائی کو جواب دیتے وقت) کہا مَا اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا وَّمَا اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً میں گمان نہیں کرتا کہ یہ (باغ) کبھی بھی برباد ہو اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت

Marfat.com

قائم ہوگی اور یہاں بھی انکو ایک شیطانی قیاس کی وجہ سے دھوکا ہوتا ہے اور وہ
یہ ہے کہ کبھی تو وہ دنیا میں اپنے پر اللہ کی بہت سی نعمتیں دیکھکر آخرت کو بھی اسپر قیاس
کرتے ہیں (یعنے چونکہ یہاں ہم بڑے مزے میں ہیں آخرت میں بھی آرام سے ہی رہیں گے) اور
کبھی وہ دنیا میں اللہ کے عذاب کی ڈھیل دیکھکر اسی پر آخرت کو قیاس کر لیتے ہیں جیسا کہ
اللہ تعالیٰ نے انکی بابت خبر دی ہے کہ وہ کہتے ہیں لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ کیوں
نہیں ہمکو اللہ عذاب کرتا ہمارے ان قولوں کی وجہ سے اور کبھی وہ مومنوں کی شکستہ حالت
دیکھکر خیال کرتے ہیں اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا وَيَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ خَيْرًا
مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ کیا یہ وہی لوگ ہیں جنپر اللہ نے ہمارے درمیان میں سے (جنکو) احسان کیا ہے
اگر (یہ ایمان) کوئی بھلی بات ہوتی تو ہرگز یہ ایکطرف ہم سے پہلے سبقت نہ کرتے اور جن
خیالات کی وجہ سے ان کے دلوں میں یہ قیاس پیدا ہوتا ہے یہ ہیں کہ ہم پر اللہ تعالیٰ نے دنیا کی
نعمتوں کا احسان کیا ہے اور جو محسن ہوتا ہے وہ محب ہوتا ہے اور ہر محب محسن ہوتا ہے مگر اصل
میں یہ درست نہیں بلکہ بعض وقت ایسا ہوتا ہے محسن ہوتا ہے اور محب نہیں ہوتا بلکہ بعض
اوقات تو احسان آہستہ آہستہ ہلاکت کا موجب ہو جاتا ہے اسلیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کی طرف سے اپنے مومن بندے کی اس طرح حفاظت کرتا
ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی مریض کو کھانے پینے سے پرہیز کراتا ہے حالانکہ مریض کھانے
پینے کو چاہتا ہے اسی لیے دانا لوگ جب دنیا کو اپنے پر فراخ پاتے تو غمناک ہوتے
اور جب فقر آتا تو خوش ہوتے اور کہتے مرحبا کہ صالحین کی عادت آئی اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ
اَكْرَمَنِ لیکن انسان کو جب اللہ تعالیٰ آزمائش میں ڈالے پھر اسکو عزت اور نعمت
دے پس کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھکو عزت دی۔ اور نیز فرمایا اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا
نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ کیا یہ
گمان کرتے ہیں کہ یہ مال اور بیٹے جن کی ہم انپر بہتات کر رہے ہیں انکے لیے بھلائی کا

سامان ہے بلکہ یہ نہیں سمجھتے۔ نیز فرمایا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ انکو بتدریج لیجائیں گے اس طرح کہ یہ معلوم ہی نہ کر سکیں گے اور انکو ڈھیل دونگا تحقیق میری تدبیر بڑی زبردست ہے نیز فرمایا ہے فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ پس جب بھول گئے وہ چیز جسکے ساتھ وہ نصیحت کیے گئے تھے ہمنے انپر ہر چیز کے دروازے کھولدیے یہانتک کہ جب وہ نعمتوں کے ساتھ خوش ہو گئے ہمنے انکو اچانک پکڑ لیا پس ناگاہ وہ نا امید ہو گئے۔ پس جسکے دل میں ایسے دھوکے سما گئے وہ اللہ کے ساتھ ایمان نہ لایا اور اس غرور دھوکا کی بنیاد اسکی ذات وصفات سے ناواقفی ہے جس نے اللہ کو پہچانا وہ اسکی تدبیر سے بیخوف نہیں ہو سکتا کیا یہ لوگ فرعون وہامان ونمرود کی طرف نہیں دیکھتے کہ باوجودیکہ اللہ نے انکو کس قدر مال دیکر کس طرح نابود وہلاک کر دیا چنانچہ اللہ تعالی نے اپنی تدبیر سے ڈرایا ہے اور فرمایا ہے فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ پس اسکی تدبیر سے نقصان اٹھانے والی قوم کے سوا کوئی بیخوف نہیں ہوتا نیز فرمایا ہے وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ انھوں نے بری تدابیر کیں اور اللہ نے بھی تدبیر کی اور اللہ بہتر تدبیر کنندہ ہے۔ نیز فرمایا فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا پس مہلت دے کافروں کو میں انکو تھوڑی سی مہلت دونگا پس جسکو اللہ تعالی نعمت دے اسے چاہیے کہ ڈرتا ہو کہ اس نعمت کی وجہ سے مستحق عذاب نہ ہو جائے فصل لیکن گنہگار مومنوں کو اللہ کے غفور ورحیم نام سے دھوکا لگتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم اسکی بخشش کے امیدوار ہیں اور اسی پر بھروسا کرکے عمل چھوڑ دیتے ہیں یہ بات (رجا) امید کے لحاظ سے تو دین میں پسندیدہ ہے کہ اللہ تعالی کی رحمت وسیع ہے اور اسکی نعمتیں اور کرم عام ہیں اور ہم موحد اور مومن ہیں امیدوار ہیں کہ ایمان اور فضل واحسان کو وسیلہ (کامیاب ہونگے) اور بعضوں کو ماں باپ کی بزرگی کا سہارا ہوتا ہے اور یہ سخت دھوکا ہے کیونکہ انکے والدین تو باوجود

Marfat.com

نیکی اور خوف خدا کے ڈرتے ہی رہتے تھے اور انکے اس شیطانی اور فاسد خیال کی بنیاد
یہ ہے کہ جو کوئی کسی شخص کو دوست رکھتا ہے اسکی اولاد سے بھی محبت کرتا ہے چونکہ
اللہ تعالے نے ہمارے والدین کو دوست رکھا ہم سے بھی محبت کرے گا ہم کو
اطاعت کی ضرورت نہیں پس انھوں نے اس بات پر بھروسا کر لیا اور اللہ تعالے
کے بارہ میں دھوکا کھایا اور نہ جانا کہ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کشتی میں سوار
کرنے کی اجازت چاہی مگر آپ کو روکا گیا اور اللہ تعالے نے اسی سختی سے اسکو
غرق کیا جس سے باقی قوم نوح غرق ہوئی نیز ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ماں کی قبر
کی زیارت اور دعاء مغفرت کی اجازت چاہی مگر صرف زیارت کی اجازت ملی اور مغفرت
طلب کرنے کی اجازت نہ ہوئی نیز اللہ تعالی نے فرمایا ہے لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی
کوئی بوجھ اٹھانیوالا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائیگا۔ نیز اللہ تعالے نے فرمایا ہے وَاَنْ لَّيْسَ
لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی نہیں ہے انسان کے لیے مگر وہی جسکے لیے اس نے کوشش کی جو
شخص یہ گمان کرتا ہے کہ باپ کی پرہیزگاری سے یہ بھی نجات پا جائے گا
گویا ظن کرتا ہے کہ باپ کے کھانے سے یہ بھی سیر
ہو جائے گا اور اس کے پینے سے اسکی بھی پیاس جاتی رہے گی تقوی تو فرض عین ہے
اس میں والد اولاد کی طرف سے کفایت نہیں کر سکتا اور تقوی کی جزا کے وقت آدمی
اپنے بھائی اور ماں باپ و بیوی اور بیٹے سب سے بھاگ جائیگا مگر محض بر سبیل شفاعت
کیا یہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قول بھول گئے دانا وہ ہے جس نے اپنے
نفس کو ذلیل کیا اور موت کے بعد کام آنے والے عمل کیے۔ اور عاجز وہ ہے
جس نے اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگایا اور اللہ پر (بخشش کی) امید رکھی اور اللہ
تعالی نے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ
اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تحقیق وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائے اور
(ممنوعات شرعیہ سے) ہجرت (علیحدگی) اختیار کی اور اللہ کے رستہ میں جہاد (کوشش) کیا

Marfat.com

بھی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے نیز فرمایا کہ مومنوں کو بہشت میں داخل کرتے وقت کہا جائیگا جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ یہ انکے عملوں کی جزاء ہے اور امید تب تک صحیح نہیں ہو سکتی جب تک پہلے اسکے لئے عمل نہ کیا جائے اور اگر بغیر عمل کے امید لگا بیٹھے تو خواہ نخواہ دہوکا ہے اصل میں رجاء امید تو صرف خوف اور ناامیدی کی حرارت کو سرد کرنے کے لیے تدبیر کے طور پر واقع ہوئی ہے اور اسی فائدہ کے لئے قرآن مجید نے اسکا ذکر کیا ہے تاکہ زیادتی اعمال کے لیے موجب ترغیب ہو **فصل** اور دہوکا میں انہی کے قریب قریب اور گروہ بھی ہیں جن میں اطاعت اور گنہگاری دونوں موجود ہیں مگر ان کے گناہ زیادہ ہیں اور وہ مغفرت کی توقع رکھے ہوئے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ انکی نیکیوں کا پلڑا جھک جائیگا حالانکہ انکی برائیاں زیادہ ہیں اور یہ نہایت ہی جہالت ہے تو ان میں سے ایک کو دیکھے گا کہ حلال وحرام سے ملے جلے چند درہم صدقہ کرتا ہے حالانکہ جو کچھ دوسرے لوگوں کا اور دیگر مشتبہ ذرائع کا مال اس کے پاس موجود ہے اس سے کہیں زیادہ ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی میزان کے ایک پلڑے میں دس درہم رکھ دے اور دوسرے میں ہزار اور خواہش کرے کہ یہ دس والا پلڑا جھک جائے اور یہ کیسی نادانی ہے **فصل** اور بعض گمان کرتے ہیں کہ انکی نیکیاں گناہوں کی نسبت زیادہ ہیں کیونکہ وہ اپنے نفس کا حساب نہیں کرتے اور نہ ہی اپنی برائیاں معلوم کرتے ہیں جب نیکی کرتے ہیں تو اسکو یاد رکھتے ہیں جیسا کہ کوئی زبان سے شب وروز میں سو یا ہزار بار استغفار اور تسبیح پڑھے پھر مسلمانوں کی غیبتیں بھی کرے اور سارا دن ایسے کلمات بھی کہتا رہے جن سے اللہ خوش نہیں ہوتا وہ اپنی تسبیحات کی فضیلت کا تو خیال کرتا ہے مگر جھوٹوں چغل خوروں اور منافقوں کے بارہ میں جو عذاب وارد ہے اس سے غافل ہے اور یہ سخت دہوکا ہے پس اس کے لیے زبان کو بند رکھنا تسبیحات کہنے سے زیادہ ضروری ہے ۔

Marfat.com

فصل مغروروں کے کل گروہوں اور ہر فرقہ کی قسموں کے بیان میں (پہلی قسم مغرور علما کے بیان میں) اور یہ کئی گروہ ہیں ایک گروہ وہ ہے جنہوں نے شرعی اور عقلی علوم خوب یاد کیے اور اچھی طرح ان میں غور و فکر کیا اور انہی میں مشغول ہوئے اور ظاہری اعمال و اخلاق سے غافل ہو گئے اور انکو گناہوں سے روکنے اور اطاعت پر لگانے کی فکر نہ کی اور اپنے علم پر غرہ ہو کر ظن کیا کہ ہم اللہ کے نزدیک بڑے رتبہ پر ہیں کہ ہمارے جیسے عالم کو تو اللہ بالکل عذاب نہ کریگا بلکہ دوسری مخلوق کے بارہ میں ہماری سفارش قبول کرے گا اور ان سے کسی گناہ و خطا کے بارہ میں مطالبہ نہ ہوگا اور یہہ بھی دھوکے میں ہیں اگر یہ غور کی نظر سے دیکھتے تو معلوم کرتے کہ علم دو قسم ہے علم معاملہ اور علم مکاشفہ یعنے اللہ تعالے کی ذات و صفات کا علم۔ پس علم معاملہ سے بھی چارہ نہیں تاکہ حکمت مقصودہ کامل ہو اور وہ حلال و حرام کو معلوم کرنا اور نفس کے برے اور بھلے اخلاق کی شناخت ہے ان کی مثال اس طبیب کیطرح ہے جو لوگوں کا تو علاج کرے مگر خود مریض ہو اپنے نفس کے علاج پر قادر تو ہے مگر کرتا نہیں کیا صرف خاصیت معلوم کر لینے سے دوا فائدہ دے سکتی ہے ہرگز نہیں دوا اسی کو فائدہ کریگی جو بیمار ہونے پر اسکو پیے گا یہ لوگ اللہ تعالی کے اس قول سے غافل ہو گئے ہیں قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا جس نے نفس کو پاک کیا خلاصی پائی اور جس نے اس کو خراب کیا ہلاک ہوا یہ تو نہیں کہا مَنْ یَعْلَمُ تَزْکِیَتَهَا کہ وہ شخص خلاصی پائیگا جو تزکیہ نفس کی ترکیب جانتا ہو اور علم کو لکھے اور لوگوں کو سکھائے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے بھی غافل ہیں جو شخص علم میں ترقی کرے مگر ہدایت میں ترقی نہ کرے اللہ سے دور ہونے میں ترقی کرتا ہے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کو سب سے زیادہ اس عالم کو عذاب ہوگا جس نے علم سے نفع نہ اٹھایا اسیطرح اور بہت سی احادیث ہیں یہ لوگ نعوذ باللہ دھوکے میں ہیں انپر دنیا اور نفس اور دنیاوی راحت کی محبت غالب ہو گئی ہے اور انہوں نے گمان کر رکھا ہے کہ انکا علم

Marfat.com

ہی بغیر عمل کے انکو آخرت میں نجات دیدے گا (ایک وہ گروہ ہی) جس نے علم سیکھا اور ظاہری اعمال بھی درست کر لیے اور ظاہری گناہ بھی چھوڑ دیے مگر دل کی طرف سے غافل رہے اور اس کی بری صفات: تکبر، ریا، حسد، جاہ طلبی، نخوت، ہم زمانہ لوگوں کے ساتھ برا ارادہ اور دور و نزدیک میں شہرت طلبی کے خیالات کو جو اللہ کے نزدیک سخت بری ہیں دل سے دور نہ کیے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اقوال سے غافل ہیں کہ ریا چھوٹا شرک ہے اور حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو نیز مال و جاہ کی محبت دل میں نفاق کو ایسے بوتی ہے جیسے پانی سبزی کو وغیرہ وغیرہ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ مگر وہ شخص ہلاکت سے بچیگا جو اللہ کے پاس سلامتی والا دل لایا یہ دل سے غافل ہو کر ظاہر کی طرف مشغول ہو گئے جسکا دل قابو نہ ہوا اطاعت صحیح نہ ہو سکی یہ خارش والے مریض کی طرح ہیں جسے حکیم نے دوائی ملنے اور پینے دونوں کا حکم دیا ہو مگر اس نے ملنے والی تو استعمال کی اور پینے والی کو چھوڑ دیا اسکا ظاہری فساد تو دور ہو گیا اندر سے مرض باہر کو برابر آتا رہا اور خارش اندرونی مواد کی وجہ سے ہمیشہ بڑھتی رہی اگر اندرونی بیماری دور ہوتی تو ظاہری بھی جاتی اسی طرح اگر بری صفات دل میں چھپی رہیں تو ان کا اثر جوارح سے بھی دور نہیں ہو سکتا (ایک اور گروہ ہی) جنہوں ان باطنی اخلاق کو سیکھا اور یہ بھی جان لیا کہ شریعت نے انکو برا قرار دیا ہے مگر وہ خود پسندی کی وجہ سے خیال کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے نزدیک ان باتوں سے بلند پایہ رکھتے ہیں اور یہ باتیں تو عوام کے لیے ہیں اور ہم تو اللہ سے پہونچے ہوئے بندے ہیں ایسی باتوں کی ہم سے بازپرس نہ ہوگی اور انپر تکبر، اور ریاست وجاہ و شرف طلبی کے علامات ظاہر ہوتے ہیں مگر وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ تکبر نہیں بلکہ دین کی عزت اور علم کی بزرگی اور اللہ کے دین کی مدد ہے مگر وہ غافل ہیں کہ ابلیس کو ایسی باتوں سے خوش کر رہے ہیں۔ اور کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طور سے دین کی مدد کرتے اور کافروں پر غلبہ حاصل کرتے تھے اور صحابہ

Marfat.com

کی تواضع اور عجز اور فقر اور مسکنت کو بھول گئے چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس سے پادریوں کی دعوت پر ملک شام میں پھٹے پرانے لباس میں تشریف لے گئے تو لوگوں کے اعتراض پر آپ نے جواب دیا ہم وہ قوم ہیں جن کو اللہ نے اسلام کے ساتھ غالب کیا ہے ہم اسلام کے سوا کسی اور بات میں عزت طلب نہیں کرتے اور یہ مغرور اعلی کپڑوں کے ساتھ دین کی عزت دیکھتے ہیں اور جب اپنے ساتھیوں پر حسد کی وجہ سے یا وہ شخص جس نے انکا کسی بات میں رد کیا ہو اور یہ اس کے بارہ میں سخت کلامی کریں تو اپنے دل میں اسکو حسد خیال نہیں کرتے بلکہ وہ اسکو اغضب للحق اغضا للہ کہے اور (رد علی المبطل) جھوٹے کا رد گمان کرتے ہیں حالانکہ اسکو ذاتی عداوت ہوتی ہے یہ بھی دھوکا کھا رہا ہے۔ کیونکہ اس کے علاوہ اگر کوئی شخص کسی اور عالم پر طعن کرتا ہے تو اسکو بالکل غصہ نہیں آتا بلکہ بعض اوقات خوش ہوتا ہے اور اگر کسیوقت لوگوں کے سامنے اسپر (یعنے جس نے کسی اور عالم پر ہجو کی ہو) غصہ کا اظہار کرتا ہے تو دل میں اسکو دوست رکھتا ہے اور کسی وقت عالمانہ باتیں شروع کر دیتا ہے اور کہتا ہے میں اس سے لوگوں کو فائدہ پہونچانا چاہتا ہوں حالانکہ محض اپنی علمیت ظاہر کرنی چاہتا ہے کیونکہ اگر اس کی غرض صرف مخلوق کی اصلاح ہی ہوتی تو کسی دوسرے کے ہاتھ

سے جو کہ اس سے بڑھ کر یا برابر یا کم باصلاح ہو تو اس کو نہیں بھاتی اور بعض وقت یہ بادشاہوں یا رؤساؤں کے پاس جا کر انکی ثنا وصفت کرتا ہے جب کوئی دریافت کرتا ہے تو کہتا ہے میں مسلمانوں کو فائدہ پہونچانے اور ان سے ضرر دور کرانے جاتا ہوں اگر اس کی یہی غرض ہوتی جو بیان کرتا ہے تو یہی کام اگر کوئی اور کرتا تو یہ خوش ہوتا مگر یہ تو اگر کسی اور اپنے جیسے کو بادشاہ کے پاس کسی کی سفارش کرتے دیکھتا ہے تو غضبناک ہو جاتا ہے اور جب بادشاہوں سے انکو کوئی مال ملتا ہے تو ان کے دل میں خیال گذرتا ہے کہ یہ حرام ہے پھر شیطان انکو یہ جواب سکھاتا ہے یہ ایسا مال ہے جسکا کوئی مالک نہیں اور یہ مسلمانوں کی بہتری کے لیے ہے اور یہ کہ تو

Marfat.com

مسلمانوں کا امام اور عالم ہے اور تیری ذات ہی سے تو دین کی مضبوطی ہے اور یہ تینوں شیطانی چالیں ہیں ایک مال جسکا مالک کوئی نہیں (۲) دوسرا اصلاح مسلمانوں کے پیچھے ہے (۳) تیسرا تو امام ہے۔ کیونکہ امام وہ ہوتا ہے جو انبیاء اور صحابہ اور اس امت کی فاضل علماء کی طرح دنیاوی خواہشات کو چھوڑ دے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ برا عالم اس پتھر کی مانند ہے جو پانی کی رو کے دہانہ میں جا پڑا ہو نہ تو خود پانی پیتا ہے اور نہ کھیتی تک پانی کو پہونچنے دیتا ہے اہل علم کے دھوکا کی بہت سی قسمیں ہیں اور انہوں نے اصلاح کی نسبت فساد زیادہ پھیلایا ہے (۱) ایک اور گروہ ہے جنہوں نے علوم حاصل کیے اور بیرونی اعمال کو پابند اور طاعات کا پابند رکھا اور ظاہری گناہوں سے بھی بچ رہے لیکن دل کی صفات یعنی ریا، حسد، تکبر، کینہ و جاہ طلبی اور نفس کے اخلاق کی درستی کی اصلاح نہ کر سکے اور ان بری عادات سے بچنے کی کوشش بھی کی اور بری شاخیں اکھیڑ پھینکیں مگر دل کے کونوں کی پوشیدہ شرارتوں اور نفس کے مکروں سے دھوکہ میں رہے انکی اصلاح نہ کی اور غافل ہو گئے انکی مثال ایسی ہے جیسے کھیتی کو ہر طرح گھاس پھوس صاف کرنا چاہا اور ... تلاش کر کر کے اکھاڑا مگر جس گھاس نے ابھی زمین سے سر نہ نکالا تھا اسکو چھوڑ دیا اور خیال کر لیا کہ میں ہر قسم کی بوٹیوں سے اپنی کھیتی کو صاف کر چکا ہوں مگر جب وہ غافل ہوا انہوں نے سر نکالا اسکی ساری کھیتی برباد کر دی ان لوگوں نے اگرچہ اپنے نفس کی اصلاح میں کوشش تو کی مگر تکبر کی وجہ سے لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا اور باقی مخلوق کو حقیر خیال کیا اور بعض وقت یہ لوگ اپنے چہرے کو بارعب بنانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ کوئی انکی طرف حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے (۱) ایک اور گروہ ہے جنہوں نے ضروری علوم تو چھوڑ دیے اور صرف فیصلوں جھگڑوں اور دنیوی معاملات اور دنیاوی انتظام میں فتوی دینے پر اکتفا کر لی اور اپنے آپ کو فقیہ کہنے لگ گئے اور ان علوم کو فقہ اور مذہبی علم سمجھا اور ظاہر و باطن کے اکثر اعمال کا علم چھوڑ دیا نہ جوارح کو روکا اور نہ زبان کو غیبت اور پیٹ

Marfat.com

کو حرام اور پاؤں کو بادشاہوں کے پاس جانے سے بند کیا اور نہ ہی باقی اعضا کو مذموم عادات سے بچا سکے اور نہ ہی دلوں کو کبر۔ دکھاوا۔ اور حسد اور دوسری مہلک امراض سے حفاظت کی یہ لوگ دو طرح سے دھوکا میں ہیں۔ ایک تو بلحاظ عمل اسکا علاج ہمنے احیاء العلوم[۵] میں ذکر کر دیا ہے انکی مثال اس مریض کیطرح ہے جس نے اطباء سے دوائی تو سیکھی مگر نہ خود استعمال کی اور نہ دوسروں کو سکھائی یہ لوگ ہلاکت کے نزدیک پہونچے ہوئے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے نفس کو پاک صاف کرنا تو چھوڑ دیا اور حیض اور دیت اور لعان وظہار میں مشغول ہو کر ساری عمر برباد کر دی انکی غرض صرف مخلوق سے اپنی عزت وحرمت کرانا اور قاضی ومفتی بنکر پھرنا اور ایک دوسرے کو طعن کرنا ہوتی ہے اور دوسرے بلحاظ علم کے اسوجہ سے کہ یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ علم ہی خدا تک پہونچانے اور نجات کا موجب ہے مگر خدا تک پہونچانیوالی صرف اسکی محبت ہے اور جب تک اللہ کی ذات اور صفات اور افعال کی معرفت حاصل نہ ہو محبت حاصل نہیں ہو سکتی اور یہ اس شخص کی طرح ہیں جو حاجیوں کے رستہ میں محض انکے ضروریات فروخت کرنے پر اکتفا کرے یہ نہیں جانتے کہ فقہ یہ ہے کہ اللہ تعالے کی معرفت کا علم ہو نیز ان صفات کی معرفت حاصل ہو جنکی وجہ سے دل پر خوف خدا پیدا ہو کر تقوی کی طرف راہ بری کرے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ کیوں نہ نکلا ایک حصہ ہر فرقے میں سے تاکہ دین میں فقاہت حاصل کریں اور اپنی قوم کو جبکہ وہ لڑائی سے واپس آویں ڈرا دیں تاکہ بچتے رہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ وہ فقہ میں سے صرف اختلافی مسائل پر ہی رک رہے ہیں اور محض علم مجادلہ والزام وشکست دشمن اور اپنے غلبہ کی خاطر حق کو رد کرنے کے اسباب اور شب وروز مذاہب کی کمزوریوں

[۵] کتاب طب جسمانی وروحانی مصنفہ امام موصوف میں بھی کمال حکیمانہ انداز سے اس بات کو بیان کیا ہے ضرور مطالعہ فرماویں اس کا اردو ترجمہ طیار ہونے کو ہے عبدالرحیم

Marfat.com

کی تلاش اور اپنے ہم زمانہ کے عیوب کی جستجو میں ہی لگے رہتے ہیں انہوں نے علم کا
مقصد صرف لوگوں پر غلبہ حاصل کرنا ہی سمجھ رکھا ہے (اگر یہ لوگ دل کی صفائی کیطرف
مائل ہوتے تو انکے حق میں اس علم کی نسبت جو صرف دنیا ہی میں فائدہ دیتا ہے اور
فائدہ بھی صرف تکبر ہی کا تو زیادہ مفید ہوتا) اور ایسا شخص آخرت میں جلنے والی آگ
میں داخل ہوگا۔ اور مذاہب کے ادلہ کے بارہ میں تو کتاب اللہ اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کافی ہیں۔ پس یہ لوگ کیسے بڑے دھوکے
میں مبتلا ہیں (ایک اور ٹولہ ہے) جو صرف علم کلام اور مجادلہ اور مخالفین کے رد اور انکی کمزوریوں
کی جستجو میں مشغول ہیں اور علم معقولات مختلفہ اور مناظرہ کی تعلیم میں سخت منہمک ہیں
یہ لوگ اور انکی جماعت دو گروہ ہیں ایک تو سخت گمراہ ہیں اور دوسرے تحقیق کنندہ پہلے
گمراہ فرقے کا دھوکا یہ ہے کہ وہ اپنی گمراہی سے غافل نجات کے امیدوار ہیں اور یہ
کئی فرقے ہوگئے ہیں ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں اور یہ گمراہ اس وجہ سے ہوئے
ہیں کہ دلائل کی شرائط اور طریقہ مطابق فیصلہ نہیں کرتے بلکہ شبہ کو دلیل اور دلیل
کو شبہ خیال کر لیتے ہیں اور محققہ گروہ کو اسلیے دھوکا لگا ہے کہ وہ جھگڑے کو ہی سب
سے افضل اور خدا کے زیادہ نزدیک کرنے والا سمجھ بیٹھے ہیں کہ کسی کا ایمان
تب تک کامل ہی نہیں ہوتا جبتک کہ اس میں پوری تحقیق اور بحث مباحثہ
نہ کرے کہ جو شخص سوائے بحث مباحثہ و دلائل کے اللہ کی تصدیق کرے مومن کامل اور اسکا
نزدیکی نہیں ہوگا۔ قرن اول کیطرف خیال نہیں کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
انکے بارہ میں سب مخلوق سے بہتر ہونے کا کلمہ ارشاد فرمایا مگر آپ نے انسے دلائل نہ پوچھے
نہیے ابو امامہ باہلی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی
قوم ہلاک نہیں ہوئی مگر انہوں نے آپس میں جھگڑا شروع کیا (ایک اور فرقہ ہے) جو وعظ اور
اخلاق النفس وصفات قلب یعنی خوف رجا صبر شکر توکل۔ زہد و یقین اخلاص و
سچائی وغیرہ کے متعلق نقات بیان کرنیوالوں کو درجات کا ذکر نے میں مشغول ہیں اور

Marfat.com

خود عمل نہیں کرتے انکو اس خیال سے دھوکا لگا ہے کہ جب ہم ان عالی باتوں کی لوگوں کو دعوت دے چکے ہیں تو گویا خود ان باتوں سے متصف ہو گئے حالانکہ یہ خود ان باتوں میں صرف عوام مسلمانوں کی قدر ہی حصہ رکھتے ہیں اور یہ سخت دھوکا میں پڑے ہیں کیونکہ یہ لوگ نہایت کی خود پسندی میں مبتلا ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہمکو عند اللہ نجات پا جانے کے بعد علم محبت ملا ہے اور زاہدوں کی کلام صرف یاد کرنے سے ہی بغیر عمل کیے نجات پا جائیں گے یہ پہلوں سے بھی بڑھ کر دھوکا میں ہیں کیونکہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اللہ اور رسول کے لیے دوستی کرتے ہیں اور یہ کہ انکا اخلاص خالص ہے نہ ہی تو یہ اخلاص کی رموزات اور خود پاک ہونے کے بعد ہی تو نفس کے پوشیدہ عیوب پر لوگوں کو مطلع کرتے ہیں اسی طرح باقی باتوں میں بھی حالانکہ یہ لوگ دنیا کی جانب سخت رغبت کرتے ہیں اور شدت رغبت کی وجہ سے دنیا میں اپنا زہد مشہور کرتے ہیں اخلاص پر لوگوں کو رغبت دیتے ہیں مگر خود مخلص نہیں ہوتے اللہ سے دعا کا اظہار کرتے ہیں مگر خود خدا سے بھاگے ہوئے ہوتے ہیں لوگوں کو خدا سے ڈراتے ہیں اور خود بیخوف ہوتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کے ذکر کی ترغیب دیتے ہیں مگر خود غافل ہوتے ہیں بری صفات کی مذمت کرتے ہیں مگر خود ان میں موجود ہوتی ہیں لوگوں کی توجہ مخلوق کیطرف سے ہٹاتے ہیں مگر خود حرص کی وجہ سے ہمہ تن مخلوق کیطرف جھکے ہوئے ہوتے ہیں اگر لوگوں کو ان مجلسوں میں جنمیں وہ اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں جانے سے روکا جائے تو زمین باوجود فراخ ہونے کے ان پر تنگ ہو جائے یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ محض خلقت کی اصلاح کے لیے کرتے ہیں مگر انکو ہم زمانہ میں سے کسی اور کی طرف زیادہ لوگ جاتے اور اصلاح پاتے دیکھیں تو مارے غم اور حسد کے مر جائیں اگر کوئی انکے پاس آنے جانے والا انکے کسی اور ساتھی کی تعریف کر دے تو یہ اسپر نہایت ہی ناراض ہو جاتے ہیں یہ لوگ سخت دھوکہ میں ہیں اور تنبیہ و رجوع الی اللہ سے بہت دور ہیں ایک اور فرقہ ہے جنہوں نے وعظ کی ضروری اور مفید باتوں کو چھوڑ دیا اور اس بات میں ہماری زمانہ کے واعظ سب کے سب مبتلا ہیں (امام موصوف اپنے زمانے کی بات کہتے ہیں۔

سوا اس کے جسکو اللہ نے بچا رکھا ہو یہ لوگ ایسی عبارات اور کلمات و استعارات میں مشغول ہیں جو کہ شریعت سے بالکل خارج ہیں یہ لوگ ایسی باتیں محض لوگوں کو تعجب میں ڈالنے کے لیے بیان کرتے ہیں ایک دوسرا گروہ عجیب نکتے اور قافیہ بند عبارتیں اور وصال و فراق کے درد انگیز اشعار سنا کر اپنی مجلسوں کی وجد بکا رسے رونق زیادہ کرنے میں مشغول ہے یہ انسانوں کے شیطان ہیں خود گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ کیونکہ پہلے جن گروہوں کا ذکر گذرا اگرچہ خود وہ اپنی اصلاح نہ کرتے تھے لوگوں کو تو راہ راست بتا دیتے تھے مگر یہ تو لوگوں کو راہ حق سے روک کر اپنی اغراض پوری کرتے اور خدا کی طرف سے دھوکا میں ڈالتے اور گناہوں اور دنیا کی طرف راغب کرتے ہیں خاصکر جب ایک واعظ عمدہ اور متکبرانہ کپڑے پہنکر اللہ کی رحمت سے نا امید کرتا ہے۔ تو لوگ خدا کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں (ایک اور فرقہ ہے) جنھوں نے عابدوں اور زاہدوں کے کلمات جو دنیا کی مذمت میں ہیں یاد کر رکھے ہیں وہ ان الفاظ کے ظاہری معنوں کی پیروی کرتے ہیں اور انکے اصلی اور حقیقی اسرار کیطرف توجہ نہیں کرتے اور منبروں پر یا بازاروں میں لوگوں کو وعظ سناتے پھرتے ہیں اور صرف زاہدوں کی کلام کو یاد کر لینے سے ہی حالانکہ اس پر عمل نہیں کرتے اپنے آپ کو اللہ کے نزدیک نجات یافتہ خیال کرتے ہیں یہ بھی نہایت دھوکا کھائی ہوئی ہیں (ایک اور گروہ ہے) کہ وہ اپنا کل وقت علم حدیث کے سننے روایات کو جمع کرنے بلند پایہ اسناد تلاش کرنے میں مستغرق رہتے ہیں یہانتک کہ انہیں سے بعض مختلف شہروں میں پھرتے اور بڑے بڑے شیوخ سے روایت کرتے ہیں تاکہ وہ یہ بات کہہ سکیں کہ ہمنے فلاں شخص سے روایت بیان کی اور فلاں بزرگ کی ملاقات کی اور میرے پاس اتنی اسناد ہیں جو میرے سوا کسیکے پاس نہیں اور یہ بھی کئی لحاظ سے دھوکہ میں ہیں ایک یہ کہ یہ لوگ بوجھ اٹھانیوالوں کی مانند ہیں کیونکہ یہ سنت کی بجا آوری اور معنوں میں غور کیطرف توجہ نہیں کرتے اور صرف روایات کو نقل کر دینے پر ہی قناعت کیے ہوئے ہیں اور

Marfat.com

خیال کرتے کہ انکو اتنی بات ہی کافی ہے ہرگز نہیں بلکہ حدیث سے اصل مقصود اسکا فہم اور معانی کا تدبر ہے علم حدیث میں پہلا مرتبہ سماع کا ہے پھر حفظ کا پھر فہم کا پھر عمل کا اور اس کے بعد پھیلانے اور سکھلانے کا اور یہ لوگ صرف سماع پر ہی ٹھیر گئے ہیں اور پھر اس کو اچھی طرح یاد بھی نہیں کرتے حالانکہ صرف سماع پر ہی ٹھیرے رہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے اور اس زمانہ میں (امام موصوف اپنے زمانے کی بابت ذکر کرتے ہیں) بچے بھی حدیث پڑھتے ہیں حالانکہ انکو کچھ خبر نہیں ہوتی اور جو استاد ان کو پڑھاتا ہے اکثر غافل رہتا ہے یہاں تک کہ بعض وقت حدیث میں غلطی کر جاتا ہے اور معلوم نہیں کر سکتا اور کبھی اونگھنے لگ جاتا ہے اور اسے کچھ خبر نہیں ہوتی حالانکہ حدیث اس سے روایت ہو رہی ہو اور یہ سب طبقے دھوکا میں ہیں۔ اور حدیث کے بارہ میں اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنے پھر جیسا سنا تھا اسی طرح حفظ کرے پھر اسی طرح ادا کرے جیسا کہ سنا تھا پس ہوگی روایت حفظ سے اور حفظ سماع سے اور اگر یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں سن سکا تو صحابہ یا تابعین سے سنے ان سے سننا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کے قائم مقام ہو جائیگا بشرطیکہ پہلے سنے پھر حفظ کرے پھر جیسا کہ سنا تھا بلفظہ اسی طرح ادا کرے یہاں تک کہ ایک حرف میں بھی اسے شک نہ ہو اور اگر کسی حرف میں اسکو شک واقع ہو جائے تو اس کے لیے روایت کرنا یا دوسرے کو سکھانا جائز نہیں ہے اور حدیث دو طرح سے حفظ ہو سکتی ہے ایک دل میں ہمیشہ اسے یاد کرنے سے دوسرا جو سنے اسے صحیح کر کے لکھ رکھے اور ایسی حفاظت سے رکھے کہ کسی دوسرے کا وہاں تک ہاتھ نہ جا سکے کہ کوئی ردوبدل کر دے اور یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ اسکو کسی خزانہ میں حفاظت سے رکھے کہ لوگوں کی دستبرد سے محفوظ رہ سکے اور کسی بچے یا غافل اور اونگھنے کی روایت کا لکھنا جائز نہیں سماع کی اور بھی بہت سی شرائط ہیں حدیث سے اصل غرض اس پر عمل کرنا اور پہچاننا ہے اور قرآن کی طرح اس کے لیے مفہومات ہیں۔ ابی سفیان بن ابی الخیر کا ذکر ہے کہ وہ زاہد تھے

Marfat.com

احمد سرخسی کی مجلس میں حاضر ہوئے پہلی حدیث جو وہاں روایت کی گئی یہ تھی مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَالَا یَعْنِیْهِ ترجمہ آدمی کے اسلام کی خوبی سے ہے اسکا بیہودہ باتوں سے کنارہ کشی کرنا۔ وہ اتنا ہی سنکر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا مجھے اتنا ہی کافی ہے اس کے عمل سے فارغ ہو کر اور سنونگا لوگوں کا حدیث میں اسی طرح سے سماع ہونا چاہیے (ایک اور گروہ ہے) یہ علم نحو و لغت و شعر اور نادر لغات میں مشغول ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ ہم اسی وجہ سے بخشے جائیں گے اور یہ علمائے امت سے ہیں کیونکہ دین اور سنت کو علم نحو و لغت ہی قائم کرنے والے ہیں یہ صرف نحو اور لغت وغیرہ کی باریکیوں ہی میں ساری عمر فنا کر دیتے ہیں اور یہ سخت دھوکا ہے اگر یہ لوگ سوچتے تو جان لیتے کہ عربی لغت بھی ترکی لغت کی مانند ہی ہے اور عربی لغت کی تحقیق میں ساری عمر لگانی ایسے ہی ہے جیسے کوئی ترکی یا ہندی وغیرہ زبانوں میں کل عمر خرچ کردے صرف عربی میں یہ فرق ہے کہ اس میں شریعت وارد ہوئی ہے لہذا لغت اور نحو وغیرہ علوم اتنے ہی حاصل کرنے چاہییں جتنے پر کتاب و سنت کے فہم کا انحصار ہو لیکن ان علوم میں لامتناہی درجہ تک کمال حاصل کرنے کی کوشش کرنا فضول اور غیر ضروری بات ہے اور ایسا کرنا دھوکے کا سبب ہے (صفر ورذل کی دوسری قسم عابدوں اور عاملوں کی ہے) اور ان میں سے بھی دھوکا کھانے والے کئی گروہ ہیں بعضوں کو قرآن شریف کی تلاوت میں دھوکا لگا ہے بعض کو حج میں اور بعض کو جہاد میں بعض کو زہد میں ان میں سے ایک فرقہ ہے جو فرضوں کو چھوڑ نوافل کی طرف متوجہ ہو گئے اور ان میں ایسے لگے کہ اسراف اور زیادتی تک تجاوز کر گئے جیسے بعض کو وضو میں وسوسے لگ جاتے ہیں اور اس میں بہت مبالغہ کرنے لگ جاتے ہیں اور شرعا پاک پانی سے بھی اس کی تشفی نہیں ہوتی چنانچہ نجاست ظاہری کے بارہ میں تو احتمالات بعیدہ کو بھی بہت وقعت دیتا ہے اور جب حرام کھانے کی نوبت آئی تو قریب احتمالات کو بھی بعید تصور کرتا ہے اور اکثر وقت حرام

Marfat.com

محض کھالیتا ہے اگر وہ صحابہ کی طرح اپنے پانی اور طہارت والی احتیاط کو کھانے کے بارہ میں صرف کرتا تو زیادہ مناسب تھا چنانچہ حضرت عمر رضہ نے ایسے پانی سے وضو کیا جو نصرانی کے برتن میں تھا حالانکہ اس میں نجاست کا شک ہو سکتا ہے باوجود اس کے بعض وقت حلال کو اس وجہ سے چھوڑ دیتے کہ حرام تک نوبت نہ پہنچ جائے (یعنے اگر کسی وقت طبیعت کسی حلال چیز کے کھانے کو چاہتی تو صرف اس غرض سے رک جاتے کہ نفس کی تابعداری کی عادت نہ پڑ جائے کہ کسی وقت حرام پر بھی مجبور کردے)

(ایک اور فرقہ ہے جنکو نماز کی نیت باندھتے وقت وسواس کا ایسا غلبہ ہو جاتا ہے کہ شیطان اسے صحیح نیت باندھنے ہی نہیں دیتا اسکے وسواس ہی آتے رہتے ہیں اور جماعت سے رہجاتا ہے اور بعض وقت تو نماز کا وقت ہی گذر جاتا ہے پھر جب اسکی تکبیر تحریمہ پوری ہو گئی تو ایسا ہلکے اسکے دل میں تکبیر کی صحت کے بارہ میں وسواس پڑتے اور تکبیر کے بارہ میں تشکیک پڑتے حتی کہ احتیاط کیلیے بار بار تکبیر کہتا ہے اور فاتحہ کو سن ہی نہیں سکتا اسکی یہ سب کوشش نماز کے شروع پر ہی ختم ہو جاتی ہے باقی ساری نماز میں بغیر حضور قلب کے غافل رہتا ہے اور اسی پر مغرور ہے اور جانتا نہیں کہ حضور قلب نماز میں واجب ہے اور یہ سب ابلیس کا دھوکا ہے اور ان احتیاطوں میں لگ کر اسکے نزدیک دوسروں سے بہتر بنتا ہے (ایک اور گروہ ہے جنہیں سورہ فاتحہ اور باقی وظائف کے حروف کے مخرجوں کو نکالنے میں وسواس آگھیرتے ہیں اور وہ ہر وقت الفاظ کی تشدید اور ضاد وظا کے فرق کرنے میں مشغول رہتے ہیں اور اس کے سوا فاتحہ کے اسرار اور معانی کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے اور نہیں جانتے اور اللہ نے مخلوق کو تلاوت قرآن میں اپنی ہمیشہ کی عادت کے سوا مخارج کی تحقیق کی تکلیف نہیں دی اور یہ سخت دھوکا ہے ان کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو بادشاہ کی مجلس میں ایک خط لے جائے اور بادشاہ اسکا مقصود ادا کرنیکا حکم دے یہ خط لیکر پڑھنا شروع کرے لیکن حرفوں کی مخرجیں درست کرنے میں لگ جائے اور بار بار ایک لفظ کو پڑھے اور باوجود اس کے خط کی اصل مطلب اور مجلس کے آداب سے بیخبر رہے بلاشک وہاں یہ سزا کا مستحق ہے

Marfat.com

کا اور پاگل خانہ کو عقل درست کرنے کے لیے بہیجا جائیگا (ایک اور گروہ ہے) جو تلاوت قرآن
میں دہوکا کہاتے ہیں اور جلدی جلدی پڑہتے ہیں بعض تو صرف ایک دن رات میں
ختم کردیتے ہیں وہ زبان سے تو قرآن پڑہ رہے ہوتے ہیں مگر ان کے دل خواہشات
اور دنیاوی افکار میں گھوم رہے ہوتے ہیں اور قرآن شریف کے معانی میں غور
نہیں کرتے تاکہ سزنش کی جگہ سے بچا کریں اور نعمت کی جگہ سے نعمت حاصل کریں
اور اوامر ونواہی کی جگہ ٹہیرتے اور عبرت والی بات سے عبرت حاصل کرتے اور قرآن
شریف سے معنے کے لحاظ سے لذت اٹہاتے نہ کہ صرف قرآن شریف کی عبارت
سے پس اگر کوئی شخص ایک دن رات میں سو دفعہ بہی قرآن شریف ختم کرے مگر اس
کے اوامر و نواہی چھوڑ دی تو عذاب کا مستحق ہوگا اور بعض شخص اچھی آواز سے
قرآن شریف پڑہتے اور لذت پاتے اور لطف اٹہاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہ لذت اللہ
کی مناجات اور کلام پاک سننے سے ہے ہرگز نہیں یہ صرف اس آواز کی لذت ہے اگر کلام
پاک سے لذت پاتا تو آواز کی عمدگی کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوتا بلکہ معنے کے لحاظ سے
لطف اٹہاتا اور یہ سخت دہوکے میں ہے (ایک اور گروہ ہے) جو روزوں میں دہوکا کہاتے
ہیں اور بعض وقت تو سال بہر روزے رکہتے ہیں اور کبہی بزرگ ایام میں روزے
رکہتے ہیں اور باوجود اس کے وہ زبان کو غیبت اور دل کو ریا اور پیٹ کو روزہ افطار
کرتے وقت حرام اور فضول بکواس سے نہیں روکتے انہوں نے واجب کو چھوڑ کر مستحب
کی پیروی کی اور اپنے آپ کو سلامتی پر دیکہتے ہیں ہرگز نہیں سلامتی پر وہی ہے
جو اللہ کے پاس قلب سلیم (سلامتی والا دل) لیکر حاضر ہوا یہ بہی سخت دہوکے میں
ہیں (ایک اور گروہ ہے) جو حج میں دہوکا کہاتے ہیں وہ بغیر ظلموں سے ہاتھ اٹہانے۔ قرض ادا
کرنے والدین کی رضامندی چاہنے اور حلال سامان لینے کے چل پڑتے ہیں بعض اوقات
فرض نماز کو بہی رستہ میں ضائع کر دیتے ہیں اور بدن و کپڑوں کی طہارت تک پوری
نہیں کرتے حالانکہ انکی کمائی تجارت میں فریب اور رشوت وغیرہ کے حصول سے ملی جلی

Marfat.com

ہوتی ہے اور راستہ میں بیہودہ گوئی اور جھگڑنے سے پرہیز نہیں کرتے اور بعض حرام جمع کرکے راستہ میں دوستوں پر بھی خرچ کرتے ہیں اور ریا وسمعہ کے طالب ہوتے ہیں اس نے خدا تعالی کی پہلے توکسب حرام میں پھر ریا اور پھر بد اخلاق و بدصفات دل کو لیکر کے حاضر ہونے سے نافرمانی کی ہے اور باوجود اس کے وہ خیال کرتا ہے کہ رب کی طرف سے بھلائی پر ہے پس یہ بھی دہوکا نیں ہے (ایک اور گروہ ہے) انھوں نے اپنے اوپر بظاہر خوف خدا اور امر معروف اور نہی عن المنکر کو لازم کر رکھا ہے اور لوگوں کو خوب ڈراتے دھمکاتے پھرتے ہیں مگر اپنے حالات کو فراموش کر رکھا ہے انکی غرض اس فعل سے لوگوں میں عزت اور دبدبہ قائم کرنا ہوتی ہے لیکن اگر کوئی دوسرا ان کو کسی برے کام سے روکے تو اسے غصہ ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ تو مجھے کیسے روکتا ہے حالانکہ میں لوگوں کی نگہبانی میں لگا رہتا ہوں جب کسی وقت لوگ مسجد میں جمع ہوں اور کوئی شخص پیچھے رہجائے تو اس کے ساتھ نہایت درشتی سے پیش آتا ہے لیکن بسا اوقات ایسے حالات میں انکو ریا وسمعہ اور سیاست کی خواہش آگھیرتی ہے اس کی علامت یہ ہے کہ اگر انکی جگہہ کوئی اور شخص مسجد میں اسیطرح کرنے لگ جائے تو اُس کو برا جانتے ہیں اسیطرح بعض لوگ اذان دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ وہ محض اللہ کے لیے یہ کام کرتے ہیں لیکن انکی غیرحاضری میں کوئی دوسرا شخص اگر اذان کہدے تو اسکے لیے قیامت بپا ہوجاتی ہے اور جھگڑنے لگتا ہے اور بعض لوگ مسجدوں کے امام ہوکر خیال کرتے ہیں کہ بہت بہتر کام کر رہے ہیں لیکن انکی غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگ کہیں کہ یہ فلاں مسجد کا امام ہے اسکی علامت یہ ہے کہ اگر کوئی اور شخص جو اگرچہ اس سے علم وفضل و تقوی میں بڑھ کر کیوں نہ ہو آجائے تو اسکو برا معلوم ہوتا ہے (ایک اور گروہ ہے) جنھوں نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی مجاورۃ اختیار کر رکھی ہے اور اسے بھولے بیٹھے ہیں لیکن اپنے دلوں کا مراقبہ نہیں کرتے اور نہ ظاہر

Marfat.com

و باطن کو مخالفت شریعت سے پاک کرتے ہیں اور اکثر اوقات اُن کے دل اپنے شہروں اور گھروں
سے وابستہ ہوتے ہیں اور وہ باتیں کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مجھے مکہ کی مجاوری کرتے اتنے سال گزر
چکے ہیں یہ بھی دھوکا میں ہیں کیونکہ انکے لیے زیادہ بہتر ہوتا کہ گھر میں رہتے اور دل مکہ سے لگائے
رکھتے اور اگر مکہ کی مجاوری ہی پسند کی تھی تو مکہ میں اللہ کے حق اور مدینہ میں رسول اللہ صلعم کے
حق کی پاسداری کرتے اور ایسا کون کرتا ہے یہ لوگ صرف ظاہری حالات سے مغرور ہیں اور
سمجھتے ہیں کہ یہ در و دیوار انکو نجات دلا دینگی ہرگز نہیں حالانکہ انسے اتنا بھی تو نہیں ہوسکتا
کہ کبھی کھانے سے ایک لقمہ کسی فقیر کو ہی دیدیں جب مخلوق کے حقوق کی مجاوری ایسی
سخت ہے تو خدا کے حقوق کی مجاوری کا کیا معاملہ ہوا اور یہی خدائی مجاوری اپنے قلب
و قالب کو ممنوعات شرع سے روکنے کے ذریعہ کیسی اچھی طرح ادا ہوسکتی ہے (ایک) اور گروہ
ہے جو مال کو چھوڑکر ردی طعام و لباس پر قناعت گزین ہوکر مسجدوں میں رہتے ہیں
اور خیال کرتے ہیں کہ زاہدوں کے رتبہ تک پہنچ گئے ہیں باوجود اسکے یہ لوگ دبدبہ اور
عزت کے طالب ہوتے ہیں کیونکہ عزت یا تو علم سے حاصل ہوتی ہے یا وعظ سے یا صرف
زہد سے یہ لوگ دونوں آسان طریقے چھوڑکر سب سے بڑی جاہ کے ہلاکت میں جا پڑے ہیں کیونکہ
رتبہ و عزت مال سے درجہ میں بڑھ کر ہے اگر یہ مرتبہ اور عزت کی خواہش کو چھوڑکر مال حاصل کر
لیتے تو زیادہ مناسب تھا اب یہ دھوکا میں ہیں اور اپنے آپکو زاہد گمان کرتے ہیں حالانکہ
یہ سرے سے دنیا کے معنے ہی نہیں جانتے بعض حالات میں ایسے لوگ فقراء سے عنداللہ مرتبہ
میں بڑھ جاتے ہیں بعض کو اپنے علم کی وجہ سے دھوکا لگتا ہے اور بعض گوشہ نشینی اور
خلوت اختیار کرلیتے ہیں مگر اسکی شرائط پوری نہیں کرتے اور بعض کو اگر کوئی مال دے تو زہد
جتانے اور لوگوں کی نظر میں وقعت حاصل کرنیکی غرض سے قبول نہیں کرتے مگر دل میں برابر
للچاتے ہیں۔ بعض نے ظاہری اعمال کو اپنے پر لازم کر رکھا ہے اور ایک ایک
دن میں ہزار ہزار رکعت نماز پڑھتے اور ہر روز قرآن شریف ختم کرتے ہیں
حالانکہ دل کو ریا و تکبر و خود پسندی اور غفلت اور دیگر تباہ کنندہ خیالات سے

Marfat.com

صاف نہیں کرتے اور خیال کرتے ہیں کہ صرف یہ ظاہری حسنات نیکی کا پلڑا ابھاری کردینگی ہرگز نہیں تقوے کے ساتھ تھوڑا اسا عمل اور دانا ؤں کا سا ایک خلق ان ظاہری عبادات کی طومار سے بڑہ کر ہے ایسے اشخاص کو بعض لوگ بین کی کیں راولیا، اور ؟ دو ست وزاہد کہہ کر اور بہی ہلاک کرتے ہیں اور یہ لوگ ایسے الفاظ سے بہت خوش ہوتے ہیں اور اگر کوئی انکواس کام سے روکے تو برا مناتے ہیں اور کوئی اگر گالی دیدے تو اسے کافر وغیرہ تک یہانتک کہدیتے ہیں کہ خدا تمہیں کبھی بخشیگا ہی نہیں (ایک اور گروہ ہے) جو نفلوں کے پیچھے پڑے ہیں اور فرضوں کی پرواہ نہیں کرتے یہ لوگ نماز ضحی اور تہجد وغیرہ نفلی نماز سے تو لذت پاتے ہیں مگر فرضی نماز میں انکو کچہ دل بستگی نہیں ہوتی اور نہ اول وقت میں ادا کرتے ہیں یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو بہول گئے کہ فرائض کی ادائیگی سے بڑہکر انسان کو اسکے نزدیک کرنیوالی اور کوئی چیز نہیں اور خیر کے کاموں میں ترتیب اور مرتبہ کا خیال نہ کرنا بری بات ہے بعض وقت ایسے فرض یا نفل جن میں سے ایک کا وقت گذرنے کو ہو اور دوسرے کا وسیع ہو انسان کو حیران کردیتے ہیں اگر ایسے وقت میں ترتیب کا خیال چھوڑ دے تو دہوکا کہائیگا اسکی مثالیں شمار سے زیادہ ہیں گناہ کے کام تو ظاہر ہیں مگر طاعات کو آپس میں ترتیب دینا مدبر کا کام ہے جیسے کل فرضوں کو سب قسم کے نفلوں پر مقدم کرنا اور فرضوں میں سے بہی فرض عین کو فرض کفایہ پر جسکو اس کے سوا کوئی دوسرا بہی کردے تو ادا ہوجاتا ہے مقدم کرنا اور فروض عین سے بہی اہم کو دوسروں پر ترجیح دینا جیسے فوت شدہ فرضوں کا دوسروں کے پہلے ادا کرنا جیسے والدہ کا حق والد سے مقدم جاننا۔ اور والدین پر خرچ کرنے کو حج پر ترجیح دینا جمعہ کو عید پر ترجیح دینا دیگر فرضی حصص سے قرض کی ادائیگی کو مقدم کرنا ان رازوں کے معلوم کرنے سے انسان بہت کامل ہو سکتا ہے لیکن ترتیب دینے میں بہت پوشیدہ دہوکے لگ جاتے ہیں جن سے کامل علماء کے سوا کوئی بچ نہیں سکتا۔

Marfat.com

دھوکا کھانے والوں کی تیسری قسم مالداروں کی ہے اور یہ بھی کئی قسم ہیں۔ ایک فرقہ ہے جو مسجدوں، مدرسوں، سراؤں، پلوں، پانی کی سبیلوں کے بنانے میں جن سے کہ انکا نام روشن ہو اور مرنے کے بعد بھی لوگ یاد کریں مشغول ہیں اور صرف انہی کاموں سے یہ اپنے آپکو مغفرت کا مستحق خیال کرتے ہیں اور یہ بھی دو وجہ سے دھوکا کھائے ہوئے ہیں ایک یہ کہ انہوں نے عموماً یہ مال ظلم اور شبہ وسائل اور رشوت و ممنوع وجوہات سے کمایا ہوتا ہے پس جبکہ انہوں نے مال کے کمانے میں اللہ کی نافرمانی کی ہے اول انپر توبہ پھر اگر اصل مالک خود زندہ ہو تو وہ ظلم سے چھینا ہوا مال انکو ورنہ انکے وارثوں کو واپس کرنا واجب ہے اگر اس مال کا کوئی وارث بھی اب باقی نہ رہا ہو تو مسلمانوں کی ضرورت کی سب سے اہم جگہ میں اسے صرف کرنا چاہیے اور اکثر اوقات مسکینوں پر تقسیم کرنا زیادہ مناسب ہوتا ہے ایک عمارت کو خواہ بنا کر چھوڑ جانا کوئی مفید نہیں یہ لوگ صرف ریا اور شہرت کے خواہاں ہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم مخلص ہیں اور اس مال کے خرچ کرنے اور بلند عمارت بنانے سے بھلائی کے جویاں ہیں اور اگر ان میں سے کسی کو ایک مسکین کے لیے ایک دینار دینے کو کہا جائے تو تسلیم نہیں کرینگے کیونکہ انکے دلوں پر مدح و ثنا کی محبت غالب ہے۔ (ایک اور گروہ ہے) جو مال کو حلال وسیلہ سے کمانے اور حرام سے مجتنب رہتے ہیں اور اسکو مسجد وں پر خرچ کرتے ہیں یہ بھی دو طریق سے دھوکا میں ہیں ایک تو ریا و سمعہ و ثنا کی خواہش کیونکہ لبا اوقات انکے پڑوس یا شہر میں ایسے محتاج موجود ہوتے ہیں جنپر مال خرچ کرنا بہت مساجد طیار کرا دینے سے زیادہ ضروری ہوتا ہے اور غرض تو مسجدوں سے جامع کی ہے جو ایک ہی باقی سب کی بجائے کافی ہو جاتی ہے یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر گلی کوچہ میں مسجدیں تو بنجائیں مگر مسکین محتاج اور فقیر بدستور تباہ حالت میں رہیں یہ لوگ مسجدوں وغیرہ پر روپیہ اسلیے آسانی سے خرچ کر دیتے ہیں تاکہ لوگوں میں نام روشن ہو اور لوگ تعریف کریں اور یہ لوگ ایسے دکھاوے کے عمل کو اللہ کے لیے سمجھتے ہیں جو غیروں کی خوشنودی کیلئے کیا گیا ہے حالانکہ اسکا دل خوب جانتا ہے کہ اسکی نیت اسپر وبال ہوگی اور زبان سے کہتا ہے کہ میں اس سے

انما الاعمال بالنیات

Marfat.com

دوسری بات یہ کہ یہ محض مسجد کی سجاوٹ اور زینت اور ایسے نقوش سجانے میں مصروف ہوتے ہیں جن سے نمازیوں کی توجہ منعطف ہو جاتی ہے اور شارع علیہ السلام نے منع کیا تھا کیونکہ جب نمازی انکی طرف دیکھتا ہے تو خشوع قلب کو بھول جاتا ہے جو کہ نماز کا مقصود اصلی تھا چنانچہ حضرت حسینؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو جبریل علیہ السلام نے آکر کہا اسکو آسمان کی طرف صرف ساڑھے تین گز (سات ہاتھ) بلند کریں اور کسی قسم کی سجاوٹ ونقش ونگار نہ کریں اور یہ لوگ بری بات کو اچھا سمجھ رہے ہیں اور اسی پر بھروسا کیے ہیں اسی لیے دھوکا میں ہیں (ایک اور گروہ ہے) جو صدقات کا مال محتاجوں میں تقسیم کرتے ہیں اور اس سے مقصود محفلوں میں اپنی سخاوت کا چرچا کرانا ہوتا ہے چونکہ بعض فقیروں کی عادت ہوتی ہے کہ بھلا کرنے والوں کی تعریف اور ذکر کرتے پھرتے ہیں یہ لوگ خفیہ صدقہ نہیں کرتے اور جو فقیر ان سے لیکر انکا نام روشن نہ کرے اسے خائن تصور کرتے اور برا سمجھتے ہیں اور (دور دور چرچا کرانے کی غرض سے) اپنے پڑوسیوں کو بدستور بھوکا چھوڑ دیتے ہیں اسی لیے حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ آخر زمانہ میں حاجی بلا سبب بہت بڑھ جائیں گے اور سفر آسان ہو جائیگا مال بڑھ جائیگا جرائم کے مرتکب ہونگے ایک ایک کے پاس اتنے اتنے اونٹ ہونگے کہ جنگلوں اور ریتوں میں پھیلے ہوئے ہونگے مگر اس کا پڑوسی اس کے قریب ہی تنگ حالت میں ہوگا اس سے یہ کوئی سلوک وہمدردی نہ کریگا (ایک اور گروہ ہے) جنہوں نے بخل کی وجہ سے مالوں کو روک رکھا ہے اور صرف بدنی عبادات جنپر کچھ خرچ نہ ہو جیسے دن کو روزے رات کو تہجد اور قرآن شریف کا ختم وغیرہ پر ہی اکتفا کیے بیٹھے ہیں یہ بھی دھوکا میں ہیں کیونکہ انپر تو مہلک مرض بخل غالب آئی ہوئی ہے پہلی مال خرچ کرنے کے ذریعہ اسکا دفعیہ کرنا لازم ہے اور یہ بجائے اس کے نفلی اور فضیلت کے کاموں میں مصروف ہیں انکی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کے کپڑوں میں سانپ گھسا ہوا ہو اور اسکی تکلیف سے لب مرگ ہو چکا

Marfat.com

اگر علاج کے لیے صرف سکنجبین پر ہی قناعت کرتے تاکہ سانپ کی کاٹنے کا صفرا ذرا تھم جائے تو اسے کیا فائدہ ہوگا بشر حافی کے پاس بیان ہوا کہ فلاں شخص بہت نماز میں پڑھتا اور روزے رکھتا ہے انہوں نے کہا مسکین ہے کہ اپنا اصلی کام چھوڑ دوسروں کے کرنے کا کام کرتا ہے اس کے لیے تو بھوکوں کو کھانا کھلانا اور مسکینوں پر مال خرچ کرنا (کیونکہ وہ مالدار ہے) اپنے نفس کو بھوکا رکھنے اور زیادہ نماز پڑھنے اور مال جمع کرنے اور محتاجوں پر خرچ نہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے (ایک اور گروہ ہے جن پر بخل غالب آچکا ہے زکوۃ مفروضہ کے سوا انکا نفس انہیں اور خرچ کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور زکوۃ میں ردی اور ناپسند مال نکالتے اور پھر ایسے لوگوں کو دیتے ہیں جو ان کی خدمت بجالاتے اور ایسے کام کاج کرتے رہتے ہوں جنکو سر انجام دینے کے لیے انہیں کوئی تنخواہ دار ملازم رکھنا پڑتا یا ان لوگوں کو دیتے ہیں جن سے انکو کسی قسم کی غرض ہو اور ایسے وقت تقسیم کرتے ہیں جبکہ کوئی بڑا شخص انکی طرف دیکھ رہا ہو تاکہ وہ اسکے نزدیک عزت و منزلت حاصل کرسکے اور ضرورت کے وقت اس کے پاس جاسکے یہ سب باتیں نیت کو فاسد عمل کو برباد کرنیوالی ہیں یہ شخص اپنے آپکو خدا کا مطیع خیال کرتا ہے مگر یہ سخت دھوکا میں ہے کہ اللہ کی عبادت کو دوسروں سے مطلب براری کا وسیلہ گردانتا یہ سب لوگ بھی دھوکا میں ہیں عوام اور فقراء اور مالداروں کا ایک اور گروہ ہے جو ذکر و فکر کی مجلسوں میں جا شامل ہونے کو اپنے لیے کافی و وافی خیال کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ صرف وعظ کا سن لینا ہی بغیر عمل کرنے اور نصیحت حاصل کرنے کے کافی ہے یہ بھی دھوکا میں ہیں کیونکہ مجالس ذکر میں شمولیت کی بزرگی تو اسلیے ہے کہ ان میں بیٹھنے سے انسان کو خیر کے کاموں میں رغبت ہوتی ہے لیکن اگر باوجود شمولیت نیکی کی رغبت نہ ہوئی تو کیا فائدہ ہوا اور رغبت اسلیے بہتر ہے کہ نیک اعمال کرنے پر مجبور کرتی ہے اور اگر رغبت عمل پر مجبور نہ کرے تو اس سے بھی کوئی فائدہ نہیں کبھی یہ لوگ وعظ کی خوبی پر فریفتہ ہوتے ہیں کبھی عورتوں کی طرح رقت سے روتے ہیں اور کبھی خوف

Marfat.com

والا کلام سنکر زرد ہو کر کلمات یا سلام سلم (اسے اللہ سلامت رکھ) نعوذ باللہ رحم اللہ سے پناہ پکڑتے ہیں جیسی اللہ (اللہ حسبی کافی) ہے اور ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (نہیں بچنے کی طاقت گناہ سے اور نہ قدرت نیکی پر مگر اللہ کی توفیق سے) کہتے ہیں اور خیال کر لیتے ہیں کہ بس صرف اتنا کرنے سے ہی کل بھلائی سمیٹ لی یہ بھی دھوکا کھائے ہوئے ہیں انکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیمار صرف طبیبوں کی مجلس میں ہی حاضر ہو جایا کرے اور جو کچھ وہ دواؤں وغیرہ کے اوصاف بیان کریں سن لیا کرے مگر انکو استعمال نہ کرے اور شفا کی امید رکھے یا جیسے کہ وہ بھوکا جو کسی ایسے شخص کے پاس جا حاضر ہو جو اسے لذیذ کھانے گن کر سنادے۔ پس ہر وعظ جس سے تیری کوئی ایسی صفت نہ بدلے کہ جس سے تیرے افعال پر اثر ظاہر ہو یہاں تک کہ تو اللہ کا مقبول بن جائے اور دنیا کی (رسومات) سے باز آجائے اور (شریعت) کی طرف پوری طرح سے متوجہ ہو جائے ہرگز مفید نہیں ہے بلکہ تجھ پر خدا کی ایک حجت قائم ہو رہی ہے جسکو اگر تو نجات کا وسیلہ تصور کرے گا تو دھوکا کھائیگا (مغروروں کی چوتھی قسم صوفی ہیں) اور سب سے زیادہ دھوکا میں آجکل کے تصوف کے دعویدار ہیں (امام غزالی یہ بات اپنے زمانہ کے صوفیوں کے بارہ میں فرما رہے ہیں اور اب ہمارے زمانہ کا تو خدا حافظ) مگر جسے خدا بچائے یہ لباس گفتگو اور ظاہر شکل پر بھولے بیٹھے ہیں انہوں نے لباس و ہیئت میں سچے صوفیوں کے ساتھ مشابہت کر رکھی ہے اور انکے الفاظ آداب اور مراسم و اصطلاحات اور گانا سننے اور ناچ دیکھنے کے ظاہری حالات اور طہارت و نماز مصلی پر سر جھکا فکر مندانہ طرز پر گریبان میں منہ ڈالکر بیٹھنا لمبے سانس لینے بات کرتے اور آواز دیتے وقت نیچی آواز نکالنا وغیرہ اختیار کر لیے ہیں جب یہ لوگ جان لیتے ہیں کہ یہ سب باتیں حاصل ہو گئیں تو اپنے آپکو نجات یافتہ خیال کر لیتے ہیں اور مجاہدہ و ریاضت اور دل کے مراقبہ اور باطن کی صفائی اور خفیہ و ظاہری گناہوں سے بچنے کی کبھی کوشش نہیں کرتے حالانکہ یہ سب باتیں تصوف کے مدارج میں داخل ہیں پھر یہ لوگ حرام و مشتبہ اور بادشاہوں سے مال کے رغبت اور عمدہ روٹی دو پیسے وغیرہ

Marfat.com

کی طرف مائل اور ذرہ ذرہ چیز و ہنر حسد کنندہ ہوتے ہیں اور اگر انہیں کا کوئی دوسرے کی
غرض میں مخالفت کرے تو اس سے اعراض کر لیتے ہیں یہ بھی ظاہراً دھوکا ہے میں
اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی عورت نے سن پایا کہ بہادروں دلیروں اور لڑنیوالوں کے
نام دیوان میں لگے ہیں اپنے روزینہ کے لیے یہ بھی انکا سا لباس بدل بادشاہ کے
پاس پہونچی تحقیق پر وہ بدحال بڑھیا عورت نکلی اسے کہا گیا کیا تجھے بادشاہ سے
مسخرے کرتے ہوئے شرم نہ آئی حکم ہوا اسے ہاتھیوں کے گرد ڈالدو انہوں نے اسے
کچل ڈالا یہانتک کہ مرگئی (ایک اور گروہ ہے) اور یہ دھوکا میں پڑے ہوئے ہیں
جبکہ اپنے بری لباس اور معمولی خوراک و مکان اور نکاح پر قناعت میں سچے صوفیا
کی مانند پیروی نہ ہوسکی اور اپنے آپ کو تصوف میں مشہور کرنیکا ارادہ ٹھانا تو لاچار
ان کے کپڑے پہنے ریشم وغیرہ تو نہ پہنا مگر ایسے تھے جیسے بلند ٹوپیاں رنگین مصلے
جنکی قیمت ریشم و طلا وغیرہ سے بھی بڑھ کر ہولے لیے یہ لوگ جبکہ ظاہری نافرمانیوں
سے نہیں ہٹتے تو انکے باطن کا کیا حال انکی غرض صرف خوش عیشی اور بادشاہوں کا
مال کھانا ہوتی ہے اور معہذا یہ لوگ اپنے آپ سے بھلائی کا گمان رکھتے ہیں ان کا
ضرر مسلمانوں کے لیے چوروں سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ لباس کے سبب لوگوں کے دل
چراتے ہیں اور دوسروں کی ہلاکت کا موجب ہوتے ہیں کیونکہ بالآخر جب انکو ان کی
بداعمالیوں کا پتہ چلتا ہے تو کل اہل تصوف سے بدظن ہو کر سب کو برا بھلا کہنے
لگ جاتے ہیں (ایک اور گروہ ہے) جو علم مکاشفہ خدا کے مشاہدہ کل مقامات
کے عبور و وصل اور حضور خداوندی سے قرب اور قرب و وصول کے مدعی ہیں مگر
سوائے الفاظ اور ناموں کے ان کو کچھ بھی حاصل نہیں اور مجمل الفاظ بولتے
اور بار بار دہراتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہی اولین و آخرین کا اعلے
علم ہے۔ اور وہ عوام چھوڑ علماء فقہا مفسرین اور محدثین کو بھی حقارت کی
نگاہ سے دیکھتے ہیں حالانکہ انکی اپنی بہبودی اس بات میں ہے کہ یہ جاہل کو
بسبب اس کیفیتی کو چھوڑ چند روز ان کے پاس بیٹھکر ان مجمل الفاظ کو حل کرلیں

Marfat.com

یہ ان بے معنے کلمات کو اس طرح دہراتے ہیں گویا کہ یہ وحی کے ذریعہ
کلام کر رہے ہیں اور اسرار کی خبر دے رہے ہیں اور اسی کا ثبوت پر کل عابدوں اور عالموں کو
حقیر جانتے ہیں عابدوں کو معیوب اور عالموں کو محجوب بیان کرتے اور اپنے آپکو واصل
الی اللہ اور مقرب کہتے ہیں حالانکہ حقیقت میں یہ لوگ اللہ کے نزدیک منافقوں فاجروں اور
صاحبہ لوں کے نزدیک احمقوں جاہلوں سے ہیں نہ علم سیکھا نہ اخلاق درست کیے اور نہ
دل کا مراقبہ کیا سوا خواہشات نفسانی کی پیروی اور ہذیان گوئی کے کچھ نہ حاصل کیا
اگر ایسی باتوں میں مشغول ہوتے جو انکو فائدہ دیتیں تو بہتر تھا (ایک اور گروہ ہے)
انھوں نے ظاہری اعمال اچھے کیے اور حلال کو طلب کیا اور امراض دل کی تلاش
میں مشغول ہوئے مگر ساتھ ہی زہد اور توکل رضا جیسے مقامات کے مدعی ہو بیٹھے مگر ان
مقامات کی حقیقت و شروط اور علامات سے بالکل بے خبر رہے کوئی تو وجد کے مدعی ہو کر
اللہ کے محب بنے اور یہ گمان کیا کہ اللہ کی محبت میں فریفتہ ہیں معہذا اللہ کے بارے
میں ایسے ایسے فاسد خیالات رکھتے ہیں جو بذات خود کفر اور بدعت ہیں۔ خدا
کو پہچاننے کے قبل محبت کا دعوی کر لیتے ہیں اور یہ کبھی ہو نہیں سکتا حالانکہ یہ خدا کے ممنوعات
سے نہیں بچتے۔ اور نہ ہی اللہ کے احکام کو ہوائے نفسانی پر ترجیح دیتے ہیں اور
اگر کسی بری بات کو چھوڑتے ہیں تو مخلوق کی شرم سے اگر کہیں علیحدگی میں ہوں تو محض اللہ
کے حیا کی وجہ سے ہرگز نہیں چھوڑ سکتے اور نہیں خیال کرتے کہ یہ باتیں حب کے مخالف ہیں اور
بعض قناعت و توکل کیطرف مائل ہیں پس توکل کو پورا کرنے کے لیے بغیر سامان جنگلوں میں
جا بستے ہیں اور نہیں سوچتے کہ یہ تو بدعت ہے کیونکہ صحابہ اور سلف صالحین نے جو کہ
توکل کے بارہ میں زیادہ علم رکھتے تھے کبھی ایسا نہیں کیا۔ انھوں نے توکل کے معنے بغیر
سامان کے روح کو خطرات میں ڈالنا نہیں سمجھا بلکہ سامان لیتے مگر بھروسا اللہ پر رکھتے
نہ کہ سامان پر یہ لوگ اگرچہ سامان کو چھوڑ دیتے ہیں مگر پھر بھی کسی نہ کسی سبب پر دل میں
یقین رکھے ہوتے ہیں کوئی موجب نجات مقام ایسا نہیں جس میں دھوکے نہ لگ
سکیں اور بہت لوگ ان دھوکوں میں پھنسے پڑے ہیں۔ ہم نے ہکو آفات کے بیان

Marfat.com

ہیں احیاءالعلوم کے ربع منجیات میں مفصل ذکر کیا ہے (ایک اور فرقہ ہے جنہوں نے اپنے آپ پر کھانے کی تنگی کر رکھی ہے جتے کہ حلال محض حاصل کرتے ہیں مگر اس ایک خصلت کے سوا باقی ظاہری و باطنی اعمال سے بے پرواہ ہیں اور انہی میں کے بعض اپنے کھانے پینے کمانے میں تو حلال کو استعمال کرتے اور اسی فکر میں لگے رہتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اللہ بندوں سے شریعت کی پوری پوری تابعداری اور اطاعت کے سوا کبھی راضی نہیں ہوتا جو شخص بعض باتوں میں پیروی کرے اور بعض کو چھوڑ دے وہ دھوکہ میں ہے) ایک اور گروہ ہے جو حسن خلق۔ تواضع۔ اور نرمی کے مدعی ہیں۔ اور صوفیا کی خدمت کو شیوا گردانا چند لوگ جمع کرلیے اور انکی خدمت ذمہ لی اور اس کام کو دنیا اور مال جمع کرنے کا ذریعہ بنایا ان کاموں سے انکی غرض دنیا کی بہتات اور بڑائی ہوتی ہے اور وہ اس خدمت سے تواضع اور نرمی اور خدمت کا اظہار کرتے ہیں اور وہ حرام اور مشتبہ مال اپنے خرچ کرنے کو جمع کر لیتے ہیں تاکہ اس قسم کی بہت سی جماعت پر خرچ کر سکیں اور اس خدمت کی وجہ سے انکا نام مشہور ہو اور بعض لوگ بادشاہوں اور ظالموں سے مال لیکر صوفیوں کو حج کرانے پر خرچ کرتے ہیں اور اس فعل میں اپنی غرض نیکی اور خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کی خیال کرتے ہیں مگر فی الحقیقت ان سب امور سے غرض ریا اور سمعہ ہوتی ہے انکا کل احکام الٰہی کو چھوڑ کر صرف حرام مال لیکر خرچ کرنے پر خوش ہو بیٹھنے کی مثال اور اس شخص کی مثال جو کہ حرام مال حج کے رستہ میں خرچ کرے اس شخص کی طرح ہے جو مسجد تعمیر کرائے اور اس میں نجاست لاکر بھر دے اور خیال کرے کہ میری اس سے غرض تو آبادی مسجد ہے ایک اور گروہ ہے جو مجاہدہ۔ تہذیب اخلاق۔ نفس کو عیوب سے پاک کرنے میں مشغول ہوئے مگر وہ صرف نفس کے عیوب اور اس کے دھوکوں کو پہچاننے کی علم میں ہی پھنسے رہے پس وہ ہر وقت عیوب نفس کے بارہ میں کلام کی باریکیوں سے استنباط میں لگے رہتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں نفس میں فلاں عیب ہے (اور چونکہ

سلہ یہ کتاب بھی اردو میں طبع ہو چکی ہے قیمت (مشلے) عبدالرحیم

Marfat.com

ہم اس سے غافل ہیں اغفلت بھی ایک عیب ہے ایعنے اس سے ایک کی بجای دو عیب ہو گئے پکی مانند کبھی کبھی مسلسل کلمات اور نقصان نکالتے رہتے ہیں انہوں نے بھی اپنا سب کا سب وقت ضائع کیا کیونکہ یہ صرف اپنے نفس ہی میں منہمک رہا اور خدا کے ساتھ تعلق پیدا نہ کیا انکی مثال اس طرح ہے جیسے کوئی حج کے اوقات اور کعبہ تو پہونچ گیا مگر حج کے مسنون طریقہ سے ادا نہ کیا یہ کام اسے حج سے مستغنی نہ کریگا یہ بھی دھوکا ہی میں رہا اور گروہ ہے) جنہوں نے اس مرتبہ سے گذر کر سلوک کا رستہ اختیار کیا مگر ابھی معرفت کا ایک ہی دروازہ کھلا تھا کہ اس کے ابتدائی عجائبات دیکھ کر ہی حیران ہو کر خوش ہو بیٹھے اس جگہ دل لگا اور اپنے پر اس دروازہ کے کھلنے اور دوسروں کے لیے بند رہنے کی کیفیت ہی سوچا کیے اور یہ بھی دھوکا ہے کیونکہ اللہ کے رستہ کے عجائبات بیشمار ہیں جو ہر عجیب بات پر رک جائے اسکی رفتار سست پڑ جائیگی اور مقصد تک نہ پہونچ سکیگا انکی مثال اس طرح ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کو ملنے کو آئے مگر جب اس کی دہلیز میں باغ شگوفے اور جلکہ گاہیں دیکھی جیسے کہ کبھی اس نے قبل ازین نہ دیکھی تھی تو اسکو دیکھنے ٹھیر گیا یہانتک کہ بادشاہ کی ملاقات کا وقت گذر گیا اور یہ محروم واپس لوٹا (ایک اور گروہ ہے) جو اسنے تو آگے بڑھے اور جو انوار رستہ میں پیش آئے اور جو انعام ہوئے انکی طرف تو التفات نہ کیا بلکہ رستہ طے کرنے میں کوشاں رہے مگر جب وصول کے قریب پہونچے تو خیال کیا کہ ہم واصل ہو چکے ہیں پس ٹھیر گئے اور بقیہ رستہ طے نہ کیا اور غلطی کھائی کیونکہ اللہ جل وعلے کے نور اور ظلمت سے ستر پردے ہیں جب سالک ان حجابوں میں سے کسی کے پاس پہونچتا ہے تو وہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا تک پہونچ گیا چنانچہ خدا تعالی نے حضرت ابراہیمؑ کے قصہ میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہو چنانچہ فرمایا ہے فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي ترجمہ پس جب اسپر رات آئی تو اسنے (ابراہیم نے) ستارہ دیکھ کر کہا یہ میرا رب ہو (امام موصوف اس آیت سے استخراج کرتے ہیں کہ جب پہلی ظلمت کو پہلا پردہ ستارہ کی صورت میں ظاہر ہوا تو حضرت ابراہیم نے خیال کیا کہ میں خدا تک پہونچ گیا اسیطرح باقی پردوں کے بارہ آپنے غلطی کھائی)

Marfat.com

بندہ اور خدا کے درمیان پہلا حجاب نفس کا ہے کیونکہ یہ خدا کا عالی شان امر ہے اور اس کے انوار سے ایک نور ہے یعنے اس دل کے اسرار جس میں حق کی حقیقت کی کامل حالت میں تجلی ہو چکی ہو حتی کہ وہ اس نور کے اٹھانے سے کل عالم سے آگاہ ہو جاتا ہے اور اس نور کی مدد سے کل صورتوں کا احاطہ کر لیتا ہے اسوقت اس کے دل کا نور خوب چمک اٹھتا ہے یہانتک کہ کل وجود کی حقیقت اسپر ظاہر ہو جاتی ہے ابتدا امر میں دل ایک تاریکی میں چھپا ہوا تھا جب نور حق اسپر تجلی کرتا ہے اور اللہ کے نور کی تجلی کے بعد خود اس کے دل میں اسکا جمال منکشف ہو جاتا ہے تو بعض وقت اس دل والا جب اپنے دل میں ایسا صدمہ پڑا ہوا جمال جسکی وجہ سے بیہوش ہو جاتا ہے دیکھتا ہے تو کبھی کہنے لگ جاتا ہے انا الحق (میں ہی خدا ہوں) اگر وہ اس نور کے علاوہ اور چیز پر یعنی جسکی طرف سے یہ نور آیا) واقف نہ ہو اور اس حالت میں ٹھیر گیا تو ہلاک ہو گیا اسی طرح جب نصاریٰ نے حضرت عیسےٰ پر اللہ کے نور کا اشراق دیکھا تو غلطی کھا گئے یعنے اُسکو خدا سمجھ لیا جیسکہ کوئی شخص شیشے یا پانی میں ستارہ کو دیکھ پائے پس یہ گمان کرے کہ یہ اصلی ستارہ ہے پانی یا شیشے میں اسے پکڑنے کو ہاتھ مارے تو وہ دہوکہ کھائے گا اللہ کیطرف چلنے کے رستہ میں کئی قسم کے دہوکے لگ جاتے ہیں جو کہ بڑی بڑی ضخیم جلدوں میں بھی کل خفیہ علوم کی شرح سے قبل شمار بھی نہیں کیے جا سکتے اور یہ ایسی بات ہے جس کے اظہار کی اجازت نہیں (یعنے اللہ کے اسرار کو ظاہر کرنا منع ہے) اور کبھی اس وجہ سے (اسی انداز کے مطابق اظاہر کرنا جائز بھی ہے تاکہ کوئی بھٹکا ہوا اس میں دہوکا نہ کھا جائے اور اللہ کیطرف سے ہے توفیق اور وہ مجھ کو کافی ہے اور اچھا نگہبان اور نہ ہم گناہ سے بچ سکتے ہیں اور نہ نیکی کی طاقت رکھتے ہیں بجز مدد اس اللہ کے جو کہ علی و عظیم ہے اور رحمت بھیجے اللہ تعالےٰ ہمارے سردار حضرت محمد پر اور انکی اولاد و سب اصحاب پر۔ آمین

Marfat.com

Marfat.com

ادارۂ مسعودیہ کراچی
Idara-e-Mas'udia, Karachi

وکونوا مع الصادقین
اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

Marfat.com

ادارہ مسعودیہ کراچی
Idara-e-Mas'udia, Karachi

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

Marfat.com